نظریہ ضرورت :

ضرورت و حاجت سے متعلق اصول و احکام

مولانا ڈاکٹر سید نعیم بخاری

مدرس جامعہ علوم شرعیہ ضلع بنوں

اسلام نے بندوں کے مفادات ومصالح اور ضروریات کی مکمل رعایت رکھی ہے،اس لئے مقاصدِ شریعت میں رفع ،حرج دفع ضرر اور مصالح کو نمایاں مقام حاصل ہے۔فقہائے کرام نے ان اصولوں کی روشنی میں امت کی ضرورتوں کا دائرہ متعین کرتے ہوئے ان کا حل پیش کیا اور دین ،نفس، عقل مال اور نفس،عقل مال اور نفس کی حفاظت ورعایت رکھنے کے لئے ہر پہلو پر غور وخوض کیا اوراپنے قیمتی اجتہادات پیش کئے موجودہ دور میں جہاں افراط وتفریط نے اس قدر سر اُٹھایا کہ ایک جانب شریعت کی سہولتوں رخصتوں کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔تو دوسری طرف حرام کو حلال کرنے پر اصرار ہے۔ان رجحانات وحالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے اکابر علماء نے اس مہتم بالشان واصولی موضوع کو اپنا فریضہ سمجھ کر رات دن لائبریوں میں دماغ سوزی کی اور مقبول ترین حل پیش کر کے امت مسلمہ پر احسان کیا۔اس سلسلہ میں ہمارے قابل قدر مولانا مفتی نعیم بخاری صاحب نے اپنے اکابر کے نقش قدم کو اپناتے ہوئے ان کے اصولی کتابوں سے ضرورت وحاجت کے موضوع کو سامنے رکھ کر ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا۔اس کو افادہ عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔امید ہے کہ قارئین حضرات حظ وافر اٹھائیں گے۔.........(ادارہ)

نمبر شمار:	ذیلی عنوانات	نمبر شمار:	ذیلی عنوانات
۱:	تمہید	۹:	حاجت کی لغوی واصطلاحی تعریف
۲:	ضرورت کی لغوی تعریف	۱۰:	ضرورت اور حاجت میں فرق
۳:	ضرورت کی اصطلاحی تعریف	۱۱:	حاجت کی مثالیں
۴:	ضروری احکام	۱۲:	ضرورت کے اعتبار کے لئے درجہ ذیل شرطیں مختلف فقہاء نے ذکر کی ہیں
۵:	’’ضرورت‘‘ قرآن کریم کی روشنی میں		
۶:	ضرورت احادیث نبویہ کی روشنی میں	۱۳:	ضرورت کے مواقع ،استعمال اور ضرورت کا مصداق
۷:	ھدی کے جانور پر سوار ہونا		
۸:	سونے کا استعمال	۱۴:	مآخذ ومصادر

(۱) تمہید:

متقدمین فقہاء نے قران وحدیث کے ذخیرہ کو سامنے رکھ کر بڑی جانفشانی اور کدوکاوش کے ساتھ کچھ فقہی اصول اور ضابطے مستخرج کئے ہیں۔ جو ہر زمانے کے پیدا شدہ نئے مسائل کے حل کرنے میں رہنما ثابت ہو چکے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ یہ مستخرج اصول فقہاء کرام نے، قرآن وحدیث ہی سے کی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ فقہاء کرام نے اپنی خداداد ذہانت وذکاوت کی بنیاد پر ان متفرق اصول کو اخذ کر کے نئے انداز سے کتابی شکل میں ترتیب دے دی ہے۔

اسی طرح متاخرین فقہاء نے اسی عملی مشغلہ میں اپنی عمر عزیز اس نیت سے ختم کردی کہ شاید یہ خدمت ذخیرہ آخرت ہو سکے اور نجات اخروی کا ذریعہ بن سکے، ''وما ذلک علی اللہ بعزیز''

شریعت اسلامیہ بندوں کے ساتھ آسانی چاہتی ہے۔ دشواری وتنگی نہیں چاہتی، جیسا کہ قران مجید میں آیا ہے۔

وما جعل علیکم فی الدین من حرج

(۱) ترجمہ:۔اور تم پر دین میں تنگی نہ رکھی۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر**

(۲) ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے۔اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔ **لاضرر ولا ضرار**

(۳) ترجمہ:۔ نہ ضرر لو اور نہ ضرر دو۔

ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ **لو لا ان اشق علی امتی لا مرتھم بالسواک.**

(۴) ترجمہ: اگر میری امت پر شاق نہ گزرتا تو میں انہیں مسواک کا حکم دیتا

انہیں وجوہات کی بناء پر فقہاء احناف نے مسلم ضابطہ مقرر فرمایا ہے۔ **الضرورات تبیح المحظورات**

(۵) ترجمہ:۔ضرورتیں ممنوعات کو جائز کر دیتی ہے۔

المشقۃ تجلب التیسیر.

(۶) ترجمہ:۔مشقت آسانی لاتی ہے۔شریعت کے بہت سے احکام ومسائل کا تعلق ضرورت وحاجت سے ہے۔اس لئے ضرورت و حاجت سے متعلق احکام واصول کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے ضرورت وحاجت اور ان کے مواقع استعمال کو ذکر کیا جاتا ہے، بعدہ ان اصول کو بیان کیا جائے گا جن کی روشنی میں فقہاء کرام نے ضرورت وحاجت سے متعلق احکام ومسائل کی تخریج کی ہے اور انہی اصول کی ضمن میں ضرورت وحاجت سے متعلق احکام ومسائل کا ذکر ہوگا۔

(۲) ضرورت کی لغوی تعریف:

اہلِ عرب بولتے ہیں۔رجل ذوضرورة وضرورة ای ذوحاجة(۸) ترجمہ:۔ضرورت کالغوی معنی مشقت اور حاجت کے ہیں۔چنانچہ المعجم الوسیط میں ہے۔ الضرورة: الحاجة والشدة لامدفع لها والمشقة.(۹)

ترجمہ:۔حاجت کے لغوی معنی افتقار اور ایسی چیز کے ہیں جس کی انسان کوضرورت پڑتی ہے

مجمع البحرین اور تاج العروس میں ہے۔ ان الحاجه تطلق علی نفسی الافتقار وعلی الشئی الذی یفتقر الیه،(۱۰)

ترجمہ:ضرورت لغت میں ہرطرح کی بدحالی محتاجی اور جسمانی تکالیف کو کہتے ہیں۔

''ضرورت'' ''ضرر'' سے ماخوذ ہے۔یہ نفع کی ضد ہے بقولِ جرجانی یہ ایسی ابتلاء کا نام ہے جس کا کوئی مداوا نہ ہوسکے۔

چنانچہ القاموس میں ہے۔

الضرورة من الضرر، خلاف النفع کل ماکان سوء حال و فقرو شدة فی بدن فهو ضرر با لضم وما کان ضد النافع فهو بفتحها و عرفها الجرجانی با نها النازل ممالامدفع له.(۱۱)

ضرورت لغت میں''ضرر'' سے ماخوذ ہے۔جونفع کی ضد ہے۔کہ وہ بدحالی جوانسانی بدن کومحسوس ہوفقروفاقہ اورشدت تکلیف میں سے تو وہ ''ضرر''ضمہ کے ساتھ ہے۔اورجونفع کابرعکس ہے۔وہ بالفتح پڑھا گیا ہے۔اورجرجانی نے تعریف کی ہے۔کہ ایسی مصیبت جسے رفع نہ کیا جاسکے۔

الموسوعۃ الفقہیہ اورلسان العرب میں ہے۔

اللیث : الضرورة اسم المصدر الا ضطرار تقول حملتنی الضرورة علی کذاوکذا .(۱۲)

ترجمہ:۔لیثؒ کہتے ہیں۔ضرورت اسم مصدر ہے اضطرار کا تم کہتے ہو ضرورت نے مجھے اس بات پرآمادہ کیا۔

مفردات القرآن میں علامہ راغب لکھتے ہیں۔

والضروری یقال علیٰ ثلاثة اضرب احدهما ما یکون علی طریق القهر والقسر لا علی الاختیار کا لشجراذ حرکة الریح الشدیدة. والثانی مالا یحصل و جوده الابه نحو الغذاء الضروری للانسان فی حفظ البدن والثالث یقال فیمالایمکن ان یکون علی خلافه نحوان یقال الجسم الواحد لایصح حصوله فی مکانین فی حالة واحدة بالضرورة. (۱۳)

(۳) ضرورت کی اصطلاحی تعریف:

خودضرورت کے لغوی معنی سے ظاہر ہے۔جدید وقدیم علماء اصول نے ضرورت کی جو تعریف کی ہے۔اگر بہ نظرغائر اس کا جائزہ لیا جائے تو یہ دوقسموں کی ہے کچھ لوگوں نے ضرورت کو اضطرار کے ہم معنی قراردیا ہے۔جس کا خودقرآن میں ذکر ہے۔اس سلسلے

میں یہ تعریفات قابل ذکر ہے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں۔

و لضرورةبلوغه حدا ان لم يتنا ول الممنوع هلك اوقارب .(۱۴)

ترجمہ: ''ضرورت'' آدمی کا اس حد کو پہنچ جاتا ہے کہ اگر ممنوعہ کو نہ کھائے تو ہلاک یا ہلاکت ہونے کے قریب ہو جائے۔

الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ حمویؒ نے ابن ہمامؒ سے یہی تعریف نقل کی ہے۔

"للضر ورة بلو غه حدا ان لم يتنا ول الممنو ع هلک اوقاربه". (۱۵)

شیخ مصطفے الزرقاء کا بیان بھی اسی سے قریب ہے۔

فالضرورةما يترتب على عصيا نها خطر كمافى الا كراه ا لملجئى و خشية الهلاک جوعا، (۱۶)

ضرورت وہ ہے۔ جس کو نظر انداز کرنے پر خطرہ (ہلاک) درپیش ہو جیسا کہ اکراہ ملجی میں ہوتا ہے۔

اور بھوک کی وجہ سے جان جانے کا اندیشہ بعض حضرات کے یہاں ضرورت کی تعریف میں کسی قدر توسیع نظر آتا ہے، اوران کی نگاہ میں ضرورت صرف ایسے اضطرار ہی میں منحصر نہیں، جس میں انسان کی ہلاکت بالکل نگاہوں کے سامنے ہو، بلکہ ایسی باتیں جو نظام حیات کو مختل کردیں اوران کی وجہ سے مفاسد پیدا ہو جائیں، یہ سب ضرورت کے زمرہ میں داخل ہیں۔

چنانچہ شیخ ابوزہرہؒ کا بیان ہے۔

للضرورى با لنسبةللنفس هو المحا فظة على الحياةو المحافظة على الا طراف و كل ولا يمكن ان تقوم الحياة الا به و الضرورى با لنسبة للمال هو مالا يمكن عليه الا به و كذلک بالنسبةلنسل. (۱۷)

شیخ عبدالوہاب خلافؒ لکھتے ہیں:

فا لا مر الضرورى : فهو ماتقوم عليه حياة الناس ولا بد منه لاستقامة مصا لحهم و عمت فيهم الفر ضى و المفاسد.(۱۸)

ضروری وہ ہے جس پر حیات انسانی کا بقاء موقوف ہو اور لوگوں کی مصلحتوں کے برقرار رہنے کیلئے وہ ضروری ہوں۔ ورنہ تو مفاسد اور انار کی پیدا ہو جائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے ابواسحاق شاطبیؒ کی پیروی کی ہے۔

چنانچہ شاطبیؒ کہتے ہیں۔

ا ما الضرور ة فمعنا ها انهالا بد منهافى قيام مصالح الدين و الد نيا بحيث اذا فقدت لم تجر مصالح الدنيا على استقامة بل على فساد و تهارج و فوت حياة فى الاخرىٰ فو ت النجاة و النعيم و الرجو ع ما بخسران المبين.(۱۹)

(۴) ضروری احکام:

ضروری احکام سے مراد وہ احکام ہیں۔ جو دین و دنیا کے مصالح کے بقاء کے لیے ناگریز ہوں۔ اگر وہ مفقود ہو جائیں تو دنیا کی مصلحتیں صحیح طریقہ پر قائم نہ رہ سکیں، بلکہ فساد و بگاڑ اور زندگی سے محرومی کا باعث بن جائیں یا ان کے فقدان سے نجات اور آخرت کی نعمت سے محرومی اور کھلا ہوا نقصان وخسران اٹھانے کا باعث ہو۔ اصول فقہ میں مقاصد ضروریہ کی تعریف اسی طرح بیان ہوئی ہے۔

فالضرورةهي مالا بدمنها فی قیام مصالح الدین والدنیا بحیث اذا فقدت لم تجر مصالح الدنیا علی استقامة بل تفوفة الحیاة بفوتها و یفوت فی الاخرة الفوز بر ضاء الله سبحانه.(۲۰)

مقاصد ضروریہ وہ ہیں، جو دین و دنیا کے مصالح کیلئے ناگزیر ہوں اس طور سے کہ اگر وہ مفقود ہو جائیں تو دنیا کے مصالح برقرار نہ رہ سکیں بلکہ اُن کے فوت ہونے سے زندگی فوت ہو جائے اور آخرت میں رضائے الٰہی کی کامیابی حاصل نہ ہو سکے۔

علامہ شوکانیؒ نے ضرورت کی شرعی تعریف اور اس کا مصداق اس طرح بیان کیا ہے۔

الضروری وهو المتضمن لحفظ مقصود من المقاصد الخمس التی تختلف فیها الشرائع بل هی مطبقة علی حفظها وهی خمسة احدها حفظ النفس بشرعیة القصاص فانه لولا ذلک لتهارج الخلق واختل نظام المصالح ثانیها حفظ المال بامرین احدهما ایجاب الضمان علی المتعدی فان المال قوام العیش وثانیهما القطع بالسراقة. ثالثها حفظ النفس بتحریم الزنا وایجاب العقوبة علیه بالحد رابعها حفظ الدین بشریعة القتل بالردة والقتال لکفار. خامسة حفظ العقل بشریعة الحد علی شرب المسکرفان العقل هو قوام کل فعل تتعلق به مصلحة فاختلاله یؤدی الی مفاسد عظیمة.(۲۱)

ضروری اور وہ یہ ہے کہ پانچ مقاصد میں سے کسی مقصد کی حفاظت اس پر موقوف ہو۔ ان پانچ مقاصد میں سے جن میں شریعتوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ وہ ان کی حفاظت کا سامان کرتی رہی ہیں۔ پانچ مقاصد یہ ہیں۔ ایک نفس کی حفاظت جس کیلئے قصاص کا قاعدہ مقرر کیا گیا ہے اگر یہ قاعدہ مقرر نہ ہوتا تو لوگ خون خرابے میں مبتلا ہوتے اور مصلحتوں کا نظام متاثر ہوتا، دوسرے مال کی حفاظت جس کیلئے دو صورتیں اختیار کی گئی ہیں۔ ایک زیادتی کرنے والے پر ضامن واجب کرنا کیونکہ مال پر زندگی کا دارومدار ہے اور دوسرے چوری کی صورت میں ہاتھ کاٹنا، تیسرا مقصد حفاظت نسل ہے۔ جس کے لئے زنا کو حرام کیا گیا ہے اور اس پر حد کی سزا واجب کر دی گئی ہے۔ چوتھا مقصد دین کی حفاظت ہے جس کے لئے قتل مرتد کا قاعدہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور کفار سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پانچواں مقصد عقل کی حفاظت ہے جس کے پیش نظر نشہ آور چیز کے پینے پر حد جاری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ عقل پر اس فعل کے لئے جس سے مصلحت وابستہ ہو بمنزلہ بنیاد کے ہے، لہذا اس میں خلل واقع ہو جانا بڑے مفاسد کا موجب ہے۔

ان تعریفوں کا لب لباب یہ ہے۔ کہ وہ تمام باتیں جو نظام حیات کو مختل کر دیں اور ان کی وجہ سے مفاسد پیدا ہو جائیں یہ سب ضرورت

کے زمرہ میں داخل ہیں۔ یعنی ضرورت محض کیفیت اضطرار کا نام نہیں بلکہ زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق اساسیات اوران کے تحفظ کے لئے دیئے گئے مستقل اور عارضی احکام بھی ضرورت میں داخل ہوں گے۔

(۵) ''ضرورت'' قران کریم کی روشنی میں:

انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیر الله به فمن اضطر غیر باغ ولاعادفلا اثم علیه. (۲۲)

اللہ تعالیٰ نے تم پرصرف حرام کیا ہے مردار کواور خون اور خنزیر کے گوشت کواور ایسے جانور کو جو غیر اللہ کے نام پر نامزد کر دیا گیا ہو پھر بھی جو شخص بیتاب ہو جائے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہواور نہ تجاوز کرنے والا ہو تو اس شخص پر کچھ گناہ نہیں ہوتا۔

سی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لا ثم .(۲۳)

پھر جو شخص شدت کی بھوک میں بیتاب ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں رحمت کرنے والے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وقد فصل لکم ماحرم علیکم الا ما اضطر رتم** (۲۴)

ضرورت معتبرہ کے پانچ شرائط وضوابط ہیں جب یہ پائے جائیں گے تو سمجھا جائے گا کہ واقعی ضرورت یہاں پر مستحق ہے۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) اول یہ کہ حالت اضطرار کا ہو، خطرہ جان جانے کا ہو، معمولی تکلیف و بیماری کا یہ حکم نہیں ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ بجز حرام کے اور کوئی چیز متبادل موجود نہ ہو جیسے شدید بھوک کی حالت میں استثناء اس وقت ہے جبکہ کوئی دوسری حلال موجود و مقدور نہ ہو۔

(۳) تیسرے یہ کہ اس حرام کے استعمال کرنے سے جان کا بچ جانا یا اس ضروری کام کا ہو جانا یقینی ہو، جیسے بھوک سے مضطر کے لئے ایک دو لقمہ حرام گوشت کا کھالینا اس کی جان بچانے کا یقینی سامان ہے اگر کوئی دوا ایسی ہے کہ اس کا استعمال مفید تو معلوم ہوتا ہے مگر اس سے شفاء یقینی نہیں تو اس دوائے حرام کا استعمال مذکورہ آیت کے استثنائی حکم میں داخل ہو کر جائز نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ مزید شرطیں قرآن مجید میں اور مذکور ہیں۔

(۴) اس کے استعمال سے لذت حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔

(۵) اور وہ ضرورت سے زائد استعمال نہ کرے۔ (۲۵)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **ما جعل علیکم فی الدین من حرج.** (۲۶) ترجمہ:۔ اور تم پر دین میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔ **یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر.** (۲۷) ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ کو تمھارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے۔ اور تمھارے ساتھ دشواری منظور نہیں۔ شریعت اسلامی کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے جو انسان کی وسعت و طاقت سے باہر ہو یا جس کی بجا آوری سے ناقابل تحمل بوجھ پڑے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **لایکلف الله نفسا الا وسعها** .(۲۸)

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ مکلّف نہیں کرتا۔ وسع کی تفسیر کرتے ہوئے امام رازیؒ لکھتے ہیں۔

انـه مـا يقدر الانسان عليه فى حالة السعة و السهولة لافى حال الضيق و الشدة و اما اقصى الطاقة فيسمى جهد لاو سعا.......و غلط من ظن ان الوا سع بذل الجهو د.(۲۹)

وسع وہ ہے۔ جس پر انسان وسعت اور سہولت کی حالت میں قادر ہوتا ہے تا کہ تنگی اور شدت کی حالت میں طاقت کے انتہائی درجہ کو ''جہد'' کہا جاتا ہے''وسع''نہیں کہا جاتا یہ سمجھنے والا غلطی پر ہے کہ''وسع''پوری طاقت صرف کرنے کا نام ہے۔

علامہ زمخشری''وسع'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان الـو سـع هـو ما يسع الا نسان و لا يضيق عليه و لا يحرج فيه فالله لا يكلف النفس الا ما يتسع فيه لو مها و يتسيـر عـليهـا دون مـدى غاية الطاقة و المجهو د فقد كان فى طاقةالانسان ان يصلى اكثر من الخمس يصوم اكثر من شهر و بحج اكثر من حجة.(۳۰)

ترجمہ:۔''وسع'' وہ ہے۔ جسے انسان وسعت وسہولت کے ساتھ کر سکے جسے کرنے میں اسے تنگی اور گھٹن پیش نہ آئے اللہ تعالیٰ انسان کو اسی چیز کا مکلّف بناتا ہے۔ جسے انسان پوری توانائی صرف کئے بغیر آسانی سے کر سکتا ہے انسان کی بس میں یہ بات تھی کہ وہ پانچ وقت سے زیادہ زیادہ نماز پڑھے ایک ماہ سے زیادہ روزہ رکھے ایک بار سے زیادہ حج کرلے۔

(۶) ''ضرورت'' احادیث نبویہ کی روشنی میں:

حدیث شریف میں آیا ہے۔ **مافيه بين الا مر ين الا ختارا يسر هما.(۳۱)**

ترجمہ:۔ جب بھی مجھ کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے ان دونوں میں سے زیادہ آسان کو اختیار کیا۔

میتۃ کا کھانا:

عن ابى واقد الليثى قال :قلت يا رسول الله بارض تصيبنا مخمصة مما يحل لنامن الميتة فقال اذالم تـصـطـبحـوا اولـم تـغتبـطـو اولـم تجدوا الها بقلا فشانكم بها .(۳۲) ترجمہ:۔ ابو واقد لیثی سے مروی ہے۔ کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ ایسی جگہ رہتے ہیں۔ جہاں بھوک کی وجہ سے ہماری حالت مخمصہ اور اضطرار تک پہنچ جاتی ہے تو کیا ہمارے لئے میتۃ حلال ہے؟

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگوں کو صبح وشام کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ملے اور نہ ہی کھجور پاؤ تو تم میتۃ کھا سکتے ہو۔ **عـن جـابـر بـن سـمـرة ان اهل بيت كا نو ابالحرة محتاجين قال : فما تت عند هم ناقة لهم او لغير هم فر خص لهم رسـول الـلـه ﷺ فى ا كلها.** (۳۳) ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ گھر والے مقام حرہ میں مقیم تھے اور وہ بہت ہی

نادار اور حاجت مند تھے ان لوگوں کی یا کسی اور کی اونٹنی مرگئی اور حضور ﷺ اکرم نے اس اونٹنی کے استعمال کی اجازت دے دی۔

(۷) ھدی کے جانور پر سوار ہونا:

ھدی کے جانور پر سوار ہونا ممنوع اور ناجائز ہے اور ممانعت دلیل ظنی (حدیث) سے ثابت ہے لہذا سوار ہونا قطعی حرام نہ ہوگا بلکہ کراہت تحریمی ہوسکتی ہے لہذا پیدل چلنے میں اگر مشقت پیش آجائے جو کہ ضرورت بمعنی حاجت کے درجے میں ہے تو اس کی وجہ سے سوار ہوجانے کی اجازت ہوجائے گی اس کو حدیث شریف میں ان الفاظ سے ارشاد فرمایا ہیں۔

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا یسوق بدنة و قد جھدہ المشی قال ارکبھا قال انھا بدنة قال ارکبھا و ان کانت بدنة. (۳۴)

(۸) سونے کا استعمال:

مرد کے لئے سونے کا استعمال ناجائز اور ممنوع ہے اور دلیل ظنی (حدیث) سے ثابت ہے۔ اور جہاں سونے کے استعمال کی ممانعت کو حرام یا تحریم کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے وہاں حرام سے قریب کراھیت تحریمی مراد ہے۔ اس لئے ضرورت بمعنی حاجت کی وجہ سے سونے کا استعمال مرد کے لئے بقدر ضرورت جائز ہوجائے گا مثال کے طور پر کسی کے اعضاء میں سے کوئی عضو کٹ جائے اور اس میں پلاسٹک یا چاندی کا عضو لگوانے سے بدبو آتی ہے اور سونے سے نہیں آتی اور سونے کا عضو لگوانے سے اضطراری ضرورت نہیں بلکہ ضرورت بمعنی حاجت ہی ہوسکتی ہے ایسے حالات میں سونے کا عضو لگوانے کی گنجائش ہوجاتی ہے جیسا کی ترمذی، ابوداؤد، نسائی، طحاوی وغیرہ کتب میں حضرت عرفجہ بن اسعد کی ناک جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی اور انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی مگر اس سے بدبو آنے لگی تو حضور ﷺ نے سونے کی ناک لگوانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

عن عرفجه بن اسعد اصیب انفه حرب الکلاب فی الجاھلیة فاتخذ انفامن ورق فانتن علیه فامرہ النبی علیه السلام ان یتخذ انفامن ذھب. (۳۵)

حضرت عرفجہ بن اسعد روایت بیان کرتے ہیں کہ عہد جاہلیت میں جنگ کلاب کے موقع پر ان کی ناک کٹ گئی تھی انہوں نے چاندی کی ناک بنوالی لیکن اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے سونے کی ناک بنوانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

(۹) حاجت کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

حاجت کا مادہ لغت میں ح و ج ہے۔ اسی میں سلامتی کا معنی بھی ہے اور حاجت مندی کا معنی بھی، دوسرا معنی زیادہ معروف ہے۔ اصل میں حاجت کے معنی محتاج ہونے کے ہیں۔ مگر انسان جس شئے کا حاجت مند ہو وہ بھی "حاجت" کہلاتی ہے۔

"ان الحاجة تطلق علی نفس الا فتقار علی الشی الذی یفتقر الیه". (۳۶)

حاجت کی تعریف کے سلسلہ میں علامہ شاطبیؒ کا بیان ہے۔

واما الحاجيات فمعنا ها انها مفتقر اليهامن حيث التو سعة ورفع المضيق المودى فى الغالب الى الحرج والمشقة الا حقة بفوت المطلوب فاذالم تراع دخل على المكلفين على الجملة الحرج والمشقة و لكنه لايبلغ الفساد العادى المتو قع فى المصالح العامة و هى جارية فى العبادات والعادات والمعاملات والجنايات.(۳۷)

ترجمہ:۔حاجیات سے مراد یہ ہے۔کہ کشائش، اکثر اوقات حرج کا باعث بننے والی تنگی اور مقصود سے محرومی کی تکلیف سے نجات کیلئے اس کی حاجت محسوس کی جائے اگر اس کی رعایت نہ کی جائے تو مکلفین فی الجملہ حرج ومشقت سے دوچار ہو جائیں لیکن اس کی رعایت نہ کرنے سے پیدا ہونے والی خرابی اس درجہ کی نہ ہو جو عام مصالح کے اندر ہوسکتی ہے اور حاجت ،عبادات ،عادات ،معاملات اور جنایات سب میں موثر ہوتی ہے۔

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں۔"والحاجة كالجائع الذى لو لم يجد مايا كله لم يهلك غير انه يكون فى جهد و مشقة".(۳۸)

حاجت کی مثال یہ ہے کہ جیسے بھوکا اگر کھانے کی چیز نہ پائے تو ہلاک نہ ہو مگر تنگی ومشقت میں مبتلا ہو جائے۔

شیخ ابوزھرہؒ اس پر اس طرح روشنی ڈالتا ہے۔

هو الذى لايكون الحكم الشرعى فيه لحماية اصل من الاصول الخمسه بل يقصدر فع المشقة اوالحرج اوالاحتياط لهذه الامور الخمسة كتحريم بيع الخمر لكيلايسهل تناو لهاوتحريم رؤ ية عورة المراة و تحريم الصلوٰة فى الارض المغصوبة و تحريم تلقى السلع ،و تحريم الاحتكار والاحتياط و عن ذلك فى الحاجيات اباحة كثير من العقود التى يحتاج اليها الناس كالمزار عة والمسا قاة والسلم والمرا بحة والتولية.(۳۹)

حاجت وہ ہے جس کی بابت حکم شرعی مقاصد پنچگانہ میں سے کسی کے تحفظ کے لئے نہ ہو بلکہ ان سے متعلق مشقت وحرج کو دور کرنا یا احتیاطی تدبیر اختیار کرنا مقصود ہو جیسے،شراب فروخت کرنے کی حرمت، تا کہ اس کا پینا آسان نہ رہے اور عورت کا حصہ ستر دیکھنے کی حرمت،مغصوبہ زمین میں نماز کی ممانعت، تلقی جلب اور ذخیرہ اندوزی کی ممانعت اور احتیاط،لوگوں کی حاجت کی وجہ سے یہ معاملات جائز ہیں جیسے کھیتی اور پھلوں کی بٹائی،سلم،مرابحہ اور تولیہ،یہ من جملہ حاجات ہی کے ہیں۔

(۱۰) ضرورت اور حاجت میں فرق:

ضرورت اور حاجت کے درمیان بنیادی طور پر یہ ملحوظ رہے کہ جن احکام کے ذریعے نظام حیات کو مختل بنانے سے محفوظ رکھا جاتا ہے وہ ضرورت ہے اور ضرورت کے درجہ کے احکام میں پیدا ہونے والے مشقت کے ازالہ یا احتیاطی پیش بندی کے طور پر دیئے گئے ہوں وہ حاجت ہیں لیکن اکثر اوقات عملی طور پر ضرورت اور حاجت کے درمیاں کسی قطعی حد فاصل کا قائم کرنا دشوار ہوجاتا ہے، اس لئے امام رازیؒ کا بیان ہے۔''ان کل واحد من هذه المحرمات قد يقع ما يظهر كونه من ذلك القسم و قد يقع فيه مالا يظهر كونه بل يختلف ذلك بحسب اختلاف الظنون''(۴۰)

ان محرمات میں سے ہر ایک میں بعض دفعہ محسوس ہوتا ہے کے وہ اس قسم میں داخل ہے، اور بعض دفعہ خیال ہوتا ہے کہ دوسری قسم میں داخل ہے، غرض اذہان کے اختلاف سے اس میں اختلاف ہوتا رہتا ہے۔

علامہ بدرالدین زرکشیؒ لکھتے ہیں۔

و قد يشتبه كون و اقعة في مرتبة الضرورة او الحاجة لتقار بهماوقد قال بعض الاكابران مشروعية الا جارة على خلاف القياس فنازعه بعض الفضلاء و قال انهافي مرتبة الضرورة لانه ليس كل الناس قادرا على المساكن با لملك ولا اكثرهم والمسكن مما يكن من الحر والبرد من مرتبة الضرورة. (۴۱)

بعض اوقات یہ بات مشتبہ ہوجاتی ہے کہ یہ ازقبیل ضرورت ہے یا حاجت کیونکہ یہ دونوں قریب ہی ہیں بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ ''اجارہ'' کا جائزہ ہونا خلاف قیاس ہے۔تو بعض فضلاء نے اس سے اختلاف کیا اور کہا کے یہ بدرجہ ضرورت ہے اس لئے کہ ہر شخص مملوکہ مکان میں رہائش پر قادر نہیں ہے بلکہ اکثر لوگ اس کا قدرت نہیں رکھتے اور مکان سرد اور گرم سے بچاتا ہے ضرورت کے درجہ میں ہے۔ضرورت کی طرح حاجت بھی زندگی کے تمام ابواب میں موثر ہوتی ہے انفرادی واجتماعی جہتیں رکھتی ہے اور بہت سے اصول قوانین واحکام کے لئے نہیں بنتی ہے۔

(۱۱) حاجت کی مثالیں:

(۱) بیع سلم کا جواز (۲) حمام میں اجارہ غسل کا مسئلہ (۳) مزارعت (۴) مساقات (۵) بیع میں خیار تعین (۶) خیار شرط (۷) (مریض اور مسافر کیلئے رمضان میں افطار کی اجازت (۸) راستہ کے کیچڑ میں خفت وغیرہ

(۱۲) ضرورت کے اعتبار کے لئے درجہ ذیل شرطیں مختلف فقہاء نے ذکر کی ہیں۔

(۱) ضرورت بالفعل موجود ہو، آئندہ اس کے وقوع کا اندیشہ معتبر نہیں ہے

(۲) کوئی جائزہ متبادل موجود نہ ہو

(۳) استعمال نہ کرنے پر ہلاکت جان یا عضو کا اندیشہ ہو

(۴) ہلاکت کا خطرہ موہوم نہ ہو

(۵) حرام کے استعمال سے جان کا بچ جانا یقینی جیسا ہو

(۶) ضرورت پر عمل کرنے سے اساسیات وعبادات دین کی مخالفت نہ ہوتی ہو

(۷) قدر ضرورت سے زائد استعمال نہ کیا جائے

(۸) اس حکم کے ارتکاب سے ضرورت اس بحث کو حل کرنے میں مندرجہ بالا قواعد وضوابط سے کام لیا جاتا ہے۔

ان مسائل کی کیلئے مندرجہ ذیل قواعد رکھنا ہو یعنی اس سے پہلے جو عربی میں ہیں۔

(۱) الضرر لا یزال بالضرر ۔ ترجمہ: ایک ضرر کے ذریعہ دوسرے ضرر کو دور نہیں کیا جائے گا۔

(۲) تحمل الضررا لخاص لدفع الضرر العام۔ ترجمہ: ضرر عام کو دور کرنے کے لئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا۔

(۳) اذاتعارض مفسد تان روعی اعظمها ضرار بار تکاب اخفهما. ترجمہ: جب دو مفاسد متعارض ہوں تو کمتر ضرر کا ارتکاب کر کے بڑے ضرر سے بچا جائے گا۔

(۴) المصلحة تراعی اذاغلبت علی المفسدة ۔ ترجمہ: مصلحت کی رعایت اس وقت کی جائے گی جب اس کا مفسدہ کم ہو۔

(۵) الامر اذا ضاق اتسع۔ ترجمہ: کسی معاملہ میں تنگی پیدا ہو جائے تو وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۶) الضرورات تبیح المحظورات. ترجمہ: ضرورت ممنوعات کو مباح کر دیتی ہے۔

(۷) الضرورات تقدر بقدر ها. ترجمہ: ضرورت بقدر ضرورت ہی جائز ہوتی ہے۔

(۸) الضرر یدفع بقدر الامکان . ترجمہ: ضرر کو بقدر امکان دفع کیا جائے گا۔

(۹) المشقة تجلب بالتیسر

(۱۰) الحرج مدفوع الضرر

''ضرورت'' فقہ اور اصول فقہ کی روشنی میں:

(۱۳) ضرورت کے مواقع استعمال اور ضرورت کا مصداق:

ضرورت کے مواقع اور مصداق کو بیان کرنا تو بہت طوالت طلب ہے۔ البتہ چند مواقع کو ذکر کیا جاتا ہے۔ چند امثلہ پیش خدمت ہیں۔ مثلاً ہدایہ میں ہے۔

موت مالیس فی نفس سائلة فی الماء لا ینجسه کا لبق والذ باب لان فیه ضرورة. (۴۲)

جن جانوروں میں بہتا ہوا خون نہ ہو جیسے بھڑ وغیرہ پانی میں ان کا مر جانا موجب نجاست نہیں کیونکہ اس میں ضرورت ہے "لان فیه ضرورة"

صاحب درمختار لکھتے ہیں۔

و مضی المدة وان لم یمسح ان لم یخش بغلبة الظن ذهاب رجله من برد للضرورة فیصیر کا لجبیرة فیستوعبه با لمسح. (۴۳)

اگر موزہ پر مسح کی مدت پوری ہوگئی وضو باقی ہے۔تو موزہ اتار کر پیروں کا دھونا فرض ہے لیکن سخت سردی کی وجہ سے پیر شل ہو جانے کا اندیشہ غالب گمان میں ہو جائے تو مدت پوری ہونے کے بعد بھی مسح جاری رکھے جس طرح عضو کے جبیرہ پر مسح کرتا ہے۔ رخصت ضرورت کی وجہ سے ہے۔

ایک دوسری جگہ صاحب درمختار میں فرماتے ہیں۔

و بول انتضح کروس ابرو کذا جانبها الا خروان کثر با صابة الماء للضرورة. (۴۴)

''اگر پیشاب کے رشاش سوئی کی ناک یا سوئی کی سرے برابر کپڑے پر لگ جائے۔اور پانی لگنے سے پھیل جائے تب بھی معاف ہے ضرورت کی وجہ سے اس طرح لفظ ''ضرورت'' حرج کے معنی میں بھی آتا ہے''۔

صاحب درمختار فرماتے ہیں: **طین الشارع عفو وان ملاء الثوب للضرورة''.** (۴۵)

راستے کی مٹی معاف ہے اگر چہ وہ زیادہ کیوں نہ ہو ضرورت کی وجہ سے۔

اسی طرح صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

''ولا یجوز بیع بیضة عند ابی حنیفة وعند هما یجوز لمکان الضرورة''. (۴۵)

ریشم کے کیڑوں کے انڈوں کی بیع امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں اور صاحبینؒ کے یہاں ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔

الوان حیض کے بارے میں چھ الوان کا تذکرہ کیا ہے ایام حیض میں کوئی رنگ بھی حیض شمار ہوگا، لیکن وہ عورت جس کی عدت حیض بند ہو جانے سے طویل ہو رہی ہو اگر علاج معالجہ سے اس کو کوئی رطوبت کسی بھی رنگ کی جاری ہو جائے تو ایام حیض نہ ہونے کے باوجود اس متلون رطوبت کو حیض قرار دے کر عدت کے انقضاء کا حکم دیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں علامہ ابن عابدین شامیؒ رقمطراز ہیں:

''لو افتی مفت بشیء من هذه الاقوال فی مواضع الضرورة طلبا للتیسر کان حسناو خصه با لضرورة لان هذه الالوان کلها حیض فی ایامه'' اس پر حضرت علامہ رافعیؒ کا حاشیہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں۔**فی موانع الضرورة ای بان طالت عدتها فعالجت فرجها بدواء حتی رات صفرة مثلا فهی حیض وان لم یکن فی ایام حیض.** (۴۷)

اسی پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے۔کہ حاجت اور عموم بلوٰی کا لحاظ تخفیفات کیلئے کیا گیا ہے۔انفرادی ضرورتوں میں بھی اور اجتماعی ضرورتوں میں بھی جیسے کہ گذشتہ امثلہ سے معلوم ہوا۔

(۱۴) مآخذ ومصادر

(۱).القرآن:۱۶/۱۷

(۲).القرآن :۶/۲

(۳).بحواله الاشباه والنظائر،لابن نجیم، ۶۹/۱

(۴).مسلم ،بحواله القواعد الفقهیه ، ۲۶۹/۱

(۵.۶.۷).(الاشباه والنظائر.ص۱۴۰)

(۸). (الصحاح لجوهری۷۲۰/۲)

(۹).(المعجم الوسیط ۸۳۵/۱و القاموس المحیط۵۵۰/۱)

(۱۰).تاج العروس ۲۵/۲ ۲ ، مکتبه بیروت لبنان

(۱۱). القاموس.۵۵۰

(۱۲). المؤسوعة الفقیهه کویت ۲۴۷/۱۶؛ولسان العرب.۴۸۳/۴

(۱۳).(المفردات القرآن ۲۹۶/۱)

(۱۴). (الاشباه والنظائر للسیوطی۱۷۷/۱)

(۱۵).غمز العیون البصائر ۲۷۷/۱

(۱۶).المدخل الفقهی العام ۹۹/۱

(۱۷).اصول فقه لابی زهرة. ۳۴۸/۱

(۱۸). علم اصول الفقه للخلاف. ۱۹۹/۱

(۱۹). المؤافقات للشاطبی. ۵۰۴/۲

(۲۰). (اصول الفقه للخضری ۳۷۲/۱)

(۲۱). (ارشاد الفحول ۱۸۹)

(۲۲).النحل ۱۱۵

(۲۳).سورة مائدة ۳۰

(۲۴).سورةالانعام ۱۱۹

(۲۵). معارف القرآن ۱۳۷/۱

(۲۶).حج ۷۸

(۲۷).البقرة ۱۸۵

(۲۸).(البقرة ۲۸۶)

(۲۹).(تفسیر کبیر. ۱/۴۹/۷

(۳۰). (تفیسر ا لکشاف، ۱/۴۰۸

(۳۱).بخاری ، کتاب المناقب،باب صفةالنبی

(۳۲).مسندأحمد احکام القرآن للجصاص، ۱/۱۳۰، دارا الکتب العربیه

(۳۳).مسند احمد، ۴/ ۲۴۱

(۳۴).مسند احمد۴/ ۲۴۱، سنن نسائی ۲/۲۷،و مسلم ۱/ ۳۸۲،سنن تر مذی ۱/۱۹،۰ واحکام القرآن للجصاص ، ۱/ ۲۸۱

(۳۵).ترمذی ۱/ ۳۰۶

(۳۶).(تاج العروس ۱/۲۴)

(۳۷).(المؤافقات ۲/۵)

(۳۸).(الا شباه والنظائر ۱/۱۷۴)

(۳۹).اصول الفقه لابی زهرة ، ۱/ ۹۴ و ۳۴۸

(۴۰). الحصول فی علم الو صول مع تحقیق جابر فیاض الحلوانی ، ۵/ ۱۶۱

(۴۱).(البحر المحیط ۵/۲۱۱

(۴۲).هدایة، ۱/۶۰

(۴۳).در المختار ۱/۲۷۴

(۴۴).در المختار ۱/۲۲۳

(۴۵).در المختار ۱/۲۲۳

(۴۶).هدایه۳/ ۵۴

(۴۷). (تقریرات رافعی ۱/۳۸

☆☆☆☆☆